Studybeesofficial

Where Minds Pollinate

Urdu Class#11 FBISE

نظم # 7

National Book Foundation

Follow Our Socials

studybeesofficial

studybeesofficialpak

studybeesofficialpak

CamScanner

نظم: دیکھ جس پر ہے آسرا میرا

شاعر: عبدالرحمان بابا (مترجم: طٰہٰ خان)

تعارف شاعر:

پشتو کے عظیم صوفی شاعر رحمان باباؒ ایک متمول گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ آپؒ کا اصل نام عبدالرحمن تھا لیکن رحمان باباؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپؒ جوانی ہی سے زہد و ریاضت کی طرف مائل تھے اور دنیا اور اہل دنیا سے ابتدا ہی سے بے نیاز تھے۔ عبدالرحمان نوجوانی ہی میں فقیری اور تصوف کی طرف مائل تھے۔ آپ نے تصوف اور عشق حقیقی کے مسائل، مضامین اور موضوعات کو سادہ اور دلنشین انداز میں اشعار میں ڈھالا۔ تشریح طلب نظم کا منظوم ترجمہ مشہور شاعر، ادیب، دانش ور، مترجم اور نقاد "طٰہٰ خان" نے کیا ہے۔

شعر نمبر 1 : دیکھ جس پر ہے آسرا میرا ہے وہ مختار کل خدا میرا

مفہوم: ہر حال میں میرا سہارا اپنے اس رب پر ہے جو تمام تر اختیارات کا مالک ہے۔

تشریح:

تشریح طلب نظم رحمان بابا کا حمدیہ کلام ہے۔ شاعر رب ذوالجلال کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری تمام تر توقعات کا محور و مرکز خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے اور تمام تر اختیارات اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ بقول میر دردؔ:

ے جگ میں آ کر ادھر ادھر دیکھا تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

یہ نظام قدرت ہے کہ انسان کی زندگی خوشیوں اور غموں سے عبارت ہے۔ مومن کی زندگی میں آزمائشیں آتی رہتی ہیں۔ مشکل وقت میں ایک بندہ اپنے رب کو ہی پکارتا ہے کیونکہ رب سے بہتر کوئی اسے آسرا نہیں دے سکتا۔ وہ مشکل کشا ہے۔ وہ کبھی اپنے بندے کو دے کر آزماتا ہے تو کبھی کچھ لے کر آزماتا ہے۔ یہی اس کے مختار کل ہونے کا ثبوت ہے۔ ایک بندہ مومن رب کی رضا میں راضی رہتا ہے اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"آپ کہہ دیجیے اے اللہ! تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

شاعر اپنے رب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ میں نے اپنے تمام معاملات اسے رب ذوالجلال کے سپرد کر دیے ہیں جو مختار کل ہے۔

رحمان بابا قارئین کو خدائے بزرگ و برتر کی رضا میں راضی رہنے اور صرف اسی سے مدد مانگنے کا پیغام دے رہے ہیں۔

شعر نمبر 2 : مدعی جتنے ہیں بزرگی کے سب کا رہبر ہے رہنما میرا

مفہوم: اس دنیا کی تمام بزرگ و برتر ہستیوں کی رہنمائی کرنے والا میرا رب ہی ہے۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں رحمان بابا رب ذوالجلال کی عظمت اور بزرگی کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات تخلیق کی اور اسے طرح طرح کی مخلوقات سے رونق بخشی۔ انسان کو اپنا نائب بنا کر اس دنیا میں بھیجا پھر اس کی رہنمائی کے لیے اپنے برگزیدہ بندے انبیا اور پیغمبروں کی صورت میں نازل فرمائے۔ ان سب کی ہدایت کا سرچشمہ میرے خدائے بزرگ و برتر کی پاک ہستی ہے۔ اسی نے ان سب کی رہنمائی کے لیے اپنے صحیفے نازل کیے جن کی مدد سے انہوں نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچایا۔ اس کی رہنمائی کی بدولت ہی وہ سرخرو ہوئے اور زمین پر اللہ کے نائب کہلانے کے صحیح حقدار بنے۔ آج ان کا نام زندہ جاوید ہے اور اسلام کے پیروکار دنیا بھر میں موجود ہیں تو یہ سب احسان الٰہیٰ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: "اور آپ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔"

studybeesofficial

CS CamScanner

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی ﷺ پر اپنی آخری کتاب قرآن پاک نازل فرمائی۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق رہنمائی موجود ہے۔اس مقدس کتاب کی حفاظت کا ذمہ بھی میرے رب نے خود لیا۔ارشاد ہے: "ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔"

بقول شاعر: بشر کو فطرت اسلام پر پیدا کیا جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر شیدا کیا جس نے

شعر نمبر 3 : **بے نیازی کا منتہا میرا زیر احسان ہے نہ حاجت مند**

مفہوم: اللہ تعالیٰ کو کسی کی مدد یا احسان لینے کی ضرورت نہیں وہ بڑا بے نیاز ہے۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں شاعر نے اللہ کی صفت بے نیازی کو بیان کیا ہے۔ سورۃ الاخلاص میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔"

شاعر اپنے رب سے والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں کہ میرا رب ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔اسے کسی کی مدد کی اور احسان لینے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ پوری کائنات اسکے حکم کے تابع ہے۔اسکی مرضی کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا۔اسے ہم بندوں کی عبادتوں اور ریاضتوں کی کوئی حاجت نہیں۔ہم اپنی ہر چھوٹی بڑی ضرورت کے لیے اس کے محتاج ہیں۔وہ اپنے گناہگار بندوں پر بھی اپنا رزق اور نعمتیں تنگ نہیں کرتا۔ہم انسان تو خطا کے پتلے ہیں۔مگر وہ ایسا بے نیاز ہے کہ ہماری لاکھ کوتاہیوں کو بھی ایک بار سچے دل سے مانگی گئی توبہ سے معاف فرما دیتا ہے۔سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔"

اسی طرح احادیث میں بھی اللہ کی بے نیازی کا ذکر کیا گیا ہے۔رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں،
تو مجھ سے کھانا مانگو، میں تمہیں کھلاؤں گا۔"

بقول شاعر: ؎ کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

شعر نمبر 4؛

؎ **جس نے پیدا کیا عدم سے وجود وہ ہے خلاق دوسرا میرا**

مفہوم: اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ہر شے تخلیق کی اور دونوں جہان بنائے۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی صفت خلاقی کو بیان کیا ہے۔شاعر خدائے بزرگ و برتر کی تخلیقی صلاحیت اور اس کی قدرت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات عدم یعنی کچھ نہ ہونے سے تخلیق کی۔یہ اس کے قادر مطلق ہونے کا ثبوت ہے کہ وہ صرف ایک حرف کن کہہ کر کچھ بھی تخلیق کر سکتا ہے۔سورۃ البقرہ میں فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: "وہ زمین اور آسمان کو پیدا کرنے والا ہے، وہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، بس وہی ہو جاتا ہے۔"

اس کائنات کی تخلیق سے پہلے کوئی وجود نہ تھا۔یہ میرے رب کی قدرت ہے کہ وہ عدم سے ایک ذرے کو وجود میں لایا اور پھر یہ وسیع و عریض کائنات تخلیق کی۔وہ دو جہانوں کا خالق ہے۔اسی نے انسان کو تخلیق کیا اور پھر زمین میں اپنا نائب بنا کر بھیجا۔بقول شاعر:

studybeesofficial

CS CamScanner

؎ نہیں موقوف خلاقی تیری اس ایک دنیا پر   کیے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے

دوسرے مصرعے میں شاعر نے "دوسرا" کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے مراد ہے "دو جہان" یعنی دنیا اور آخرت۔ وہی اس دنیا کا خالق ہے جو ہمارے سامنے موجود ہے اور وہی اس دنیا کا بھی خالق ہے ابھی ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہے لیکن ایک دن سب کے سامنے آ جائے گی۔ ہم سب اسی دنیا کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت انسان کے لیے ایک بہت بڑی نعمت اور اس کی قدرت کی نشانی ہے۔ اس نے نہ صرف عدم سے وجود پیدا کیا بلکہ یہ اتنی بڑی کائنات اس قدر منظم انداز سے بنائی جو سو ارب نوری سال کی مسافت پر پھیلی ہوئی ہے، جس میں ایک ہزار سے زیادہ ایسی کہکشائیں موجود ہیں جن میں کھربوں ستارے اور سیارے موجود ہیں۔ کائنات میں ہر سو اس کی قدرت کی نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

بقول شاعر:

؎ اسی نے ایک حرف کن سے پیدا کر دیا عالم   کشاکش کی صدائے ہاؤ ہو سے بھر دیا عالم

شعر نمبر 5 : **ہے وہی صانع صفت کل   ہے وہی سامع صدا میرا**

مفہوم: اللہ تعالیٰ تمام مہارتوں کا بنانے والا ہے اور وہ سب کی پکار سنتا ہے۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی کاریگری اور مہارت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی مہارت سے یہ خوبصورت کائنات تخلیق کی اور پھر اسے طرح طرح کی مخلوقات سے رونق بخشی۔ اس نے انسان کو بہترین شکل میں پیدا کیا اور پھر اسے مختلف صلاحیتوں سے نوازا۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "برکتوں والا ہے وہ خدا جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اسے عقل و شعور سے نوازا۔ اس نے اپنے رب کی عطا کردہ صلاحیتوں کی بدولت اس کائنات کو مزید سنوارا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ وہ اپنے بندہ کی ہر حاجت سے واقف ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔"

شاعر اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتا ہے کہ وہ بہترین سامع ہے۔ وہ اپنے ہر بندے کی صدا سنتا ہے اور اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔ شاعر نے خدا کی قدرت اور اس حاضر و ناظر ہونے کی صفت کو بیان کیا ہے۔ وہ نہ لبوں سے نکلنے والی پکار سنتا ہے بلکہ دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی واقف ہے۔ کوئی شے اس کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ سب سنتا اور جانتا ہے۔"

بقول شاعر: ؎ نظر بھی رکھے سماعتیں بھی، وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی

جو رات کو دن اور دن کو رات بنا رہا ہے، وہی خدا ہے

شعر نمبر 6 : **ساری اقلیم شش جہات کے بیچ   حکم راں کاتب قضا میرا**

مفہوم: اس وسیع و عریض کائنات پر خدا کی حاکمیت ہے اور وہی سب کی تقدیر لکھنے والا ہے۔

تشریح: تشریح طلب شعر میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ شاعر نے "اقلیم شش جہات" کی خوبصورت ترکیب استعمال کر کے اس کائنات پر اللہ تعالیٰ کی مکمل حکمرانی کی وضاحت کی ہے۔ اقلیم کا مطلب ہے سلطنت یا علاقہ اور شش جہات سے مراد ہے چھ سمتیں ہیں؛ مشرق، مغرب، شمال، جنوب، اوپر اور نیچے۔ اس کائنات میں چاروں طرف اللہ کی حاکمیت جاری و ساری ہے۔ اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ قران پاک متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق قرار دیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

studybeesofficial

CS CamScanner

"آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔"

دوسرے مصرعے میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کو کاتب تقدیر کہا ہے یعنی وہ انسانوں کی تقدیر لکھنے والا ہے۔ وہی فیصلہ سازی کا اختیار رکھتا ہے۔ وہی حاکم اعلیٰ ہے۔ مختار کل ہے۔ اللہ کی وحدانیت کے ساتھ اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھنا بھی ہمارے ایمان مفصل کا حصہ ہے۔ ارشاد پاک ہے:

"یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے کرنے والا اور حکم صادر کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔"

بقول شاعر:

اسی کا یہ جلوہ ہے چاروں طرف ہزاروں نشاں ہیں ہزاروں طرف

شعر نمبر 7:

اس کو پھر غیر کی نہیں حاجت ساتھ جس کے ہے آشنا میرا

مفہوم: جسے اللہ کی محبت حاصل ہوا سے دنیاوی سہاروں کی ضرورت نہیں رہتی۔

تشریح:

تشریح طلب شعر میں شاعر اللہ تعالیٰ کی محبت پالینے کے ثمرات بیان کرتا ہے۔ اس کائنات کی ہر شے اللہ کے حکم کی تابع ہے۔ وہ خالق و مالک ہے اور وہی سب کا رازق ہے۔ بقول شاعر

خالق بھی، کارساز بھی پروردگار بھی وہ جس کی ذات پردہ کشا پردہ دار بھی

شاعر اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کو خوبصورتی سے بیان کرتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کو پالیتا ہے اسے پھر دونوں جہان کی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ وہ کسی دنیاوی سہارے کا محتاج نہیں رہتا۔ انسان دنیاوی زندگی کی لذتوں کا اسیر ہو کر اپنے حقیقی مقصد سے غافل ہو جاتا ہے، وہ دنیاداری میں مگن ہو کر حقوق اللہ سے غفلت برتتا ہے۔ شاعر یہی پیغام دینا چاہتے ہیں کہ یہ دنیا اور اس کے تمام سہارے عارضی اور ناپائیدار ہیں۔ دائمی اور پائیدار محبت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔"

شاعر نے اللہ تعالیٰ کی آشنائی کے حصول کے لیے اپنی زندگی وقف کرنے کا پیغام دیا ہے۔ یہی ایک مومن کا مقصد حیات ہے کہ وہ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کر دے۔ گویا انسان کی تخلیق کا مقصد رب کی عبادت اور اس کی بندگی ہے۔ مانسان اپنے شب و روز اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق بسر کرے۔ ہر اس کام کو کرنا اس کے لیے جائز ہو گا جس کی اجازت رب نے اسے عطا کی ہے اور ہر اس کام سے بچنا واجب ہو گا جس سے احتیاط کا حکم دیا ہے۔ طبرانی میں روایت ہے، حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جانتے ہو ایمان میں سب سے مضبوط عمل کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نماز، فرمایا بے شک نماز کا تو کیا کہنا ہے، لیکن اس کا دائرہ دوسرا ہے۔ ہم نے عرض کیا تو پھر روزے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی یہی فرمایا، یہاں تک کہ ہم نے جہاد کا نام لیا تو اس پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا، اس کے بعد فرمایا سب سے مضبوط عمل یہ ہے کہ خدا ہی کے لیے دوستی اور خدا ہی کے لیے دشمنی، اس کے نام پر محبت اور اسی کے نام پر بغض رکھنا۔'' کیوں کہ مقصدِ حیات بندگی رب ہی ہے۔ اگر انسان کی زندگی سے اپنے خالق کی عبادت اور بندگی کو خارج کر دیا جائے تو پھر اس کے اشرف المخلوقات کہلانے اور خود کو افضل المخلوقات سمجھنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ بقول شاعر:

محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم کچھ کہہ نہ جس پر یاں بھید کھلا تیرا

شعر نمبر 8 :

کیوں اسے دربدر تلاش کروں دل میں رہتا ہے دل ربا میرا

مفہوم: مجھے اللہ تعالیٰ کی تلاش میں دربدر پھرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ میرا محبوب خدا تو میرے دل میں ہی رہتا ہے۔

studybeesofficial
CamScanner

تشریح: عبدالرحمان بابا ایک صوفی بزرگ تھے۔ آپ کا دل میں عشق الٰہی اور عشق رسول ﷺ سے معمور تھا۔ تشریح طلب شعر میں شاعر نے اپنے رب سے اپنے تعلق کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ شاعر استفہامیہ انداز اختیار کرتے ہوئے قاری کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ جب ایک انسان کا دل ہی خدا کا مسکن ہے تو پھر اسے دربدر تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ انسان کو جستجو کرنی ہے تو اپنے تزکیہ نفس کی کیونکہ رب اسی دل میں بستا ہے جو ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو۔ بقول شاعر:

؎ ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے — میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

شاعر اپنے دل کو خدا کا گھر قرار دے رہا ہے۔ اللہ کا عشق جس دل میں جا گزیں ہو جائے تو پھر اسے بصیرت عطا ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے دل کی تاریکیوں میں ہی رب کو محسوس کر لیتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اپنے دل پر لگے گناہوں کے زنگ کو اتار دے۔ جب وہ دنیاداری کا پردہ چاک کر دے گا تو اسے ہر سو رب کا جلوہ دکھائی دے گا۔ جو لوگ اپنے دل کے آئینے سے گناہوں کی گرد اتارنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، وہی اس کے آئینے میں محبوب حقیقی کا عکس پا لیتے ہیں۔ اس کے انوار اور تجلیات کا کا مشاہدہ کر پاتے ہیں۔ انھیں اپنے رب کی تلاش میں دربدر کی خاک نہیں چھاننی پڑتی۔ بقول ظفر علی خان:

؎ میں اس کو کعبہ و بت خانہ میں کیوں ڈھونڈنے نکلوں — مرے ٹوٹے ہوئے دل ہی کے اندر ہے قیام اس کا

شعر نمبر 9:

بے تغیر ہے بے تبدل ہے — اک وہی صاحب بقا میرا

مفہوم: اللہ تعالیٰ کی ذات بغیر کسی تبدیلی کے سدا یونہی قائم و دائم رہے گی۔

تشریح: تشریح طلب شعر میں شاعر خدائے بزرگ و برتر کی ابدیت اور لازوال صفات کو بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ واحد ہستی جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ شاعر نے اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ کو بے تغیر اور بے تبدل کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ وہ واحد ہستی ہے جس کی عظمت اور شان سدا برقرار رہے گی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔"

شاعر نے اللہ تعالیٰ کو صاحب بقا کہا ہے جس سے مراد ہے "ہمیشہ باقی رہنے والا"۔ اس کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ موجود تھا اور جب یہ کائنات فنا ہو جائے گی تو بھی صرف خدائے بزرگ و برتر کی ہستی باقی رہے گی۔ سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "صرف تیرے رب کی ذات باقی رہے گی جو عظمت اور عزت والی ہے۔"

شاعر اللہ تعالیٰ کی یہ صفات بیان کر کے اس کی وحدانیت اور حاکمیت کر خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ اس دنیا کی ہر شے فانی ہے اور ہر عروج کو زوال ہے۔ کوئی بھی چیز سدا اپنی اصل پر قائم نہیں رہ سکتی نہ ہی سدا باقی رہ سکتی ہے۔ خوبصورت سے خوبصورت اور مضبوط سے مضبوط شے ایک دن زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ یہ نظام کائنات ہے اور اسی لیے اس دنیا کو ایک مومن کے لیے صرف ایک عارضی ٹھکانہ قرار دیا گیا ہے۔ شاعر درحقیقت قارئین کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس پر دل سے ایمان لانے کی نصیحت کر رہا ہے کہ وہی ایک لازوال ہستی ہے جو عبادت کی مستحق ہے۔ وہ اپنی صفات میں لاثانی اور یکتا ہے۔ اس کی ابدیت اور غیر متغیر صفات بندے کے لیے بڑی نعمت ہیں جو اس کے عقیدے کو اور مضبوط کرتی ہیں اور انہی کی بنیاد پر وہ اپنے رب پر مکمل بھروسا کرتا ہے۔ بقول مولانا حالی:

؎ کامل ہے جو ازل سے وہ ہے کمال تیرا — باقی ہے جو ابد تک وہ ہے جلال تیرا

studybeesofficial

CamScanner